OPEN ACCESS
Al-Tansheet
﴾Journal of Islamic Studies﴿
ISSN (print): 2959-4367
ISSN (online): 2959-1473
www.altansheet.com

Al-Tansheet
Vol.:2, Issue: 2, Jan -June 2024 PP: 95-105

سوامی لکشمن پرشاد کی رسول اکرم ﷺ سے اظہارِ محبت و عقیدت (عرب کا چاند ایک اختصاصی مطالعہ)

Swami Lakshman Parshad's expression of affection and devotion to the Holy Prophet peace be upon him (Arabic Moon, a specific study)

Published:
25-06-2024
Accepted:
12-06-2024
Received:
05-05-2024

Dr. Hafiz Muhammad Ahsan Raza
Visiting Lecturer, Department of Islamic Studies, GC University, Faisalabad
Email: ahsanraza6281@gmail.com

Dr. Muhammad Junaid Anwer
Lecturer, Department of Fiqh and Shariah, The Islamia University of Bahawalpur
Email: junaidanwar@iub.edu.pk

Abstract

The Seerah of the Holy Prophet (peace be upon him) has been extensively explored by countless Muslim scholars and authors across the world. Books on the Prophet's biography exist in nearly every language, ensuring that no aspect of his life remains concealed. Both Muslim researchers and Western orientalist scholars have examined the Seerah, albeit with differing objectives. While some orientalist works approached the subject impartially, others, driven by bias, employed harsh language in their critiques. In response, Muslim scholars have mounted a vigorous defense of the Prophet, giving rise to a new facet of Seerah literature—what may be termed "Subjective Seerah." This approach treats each dimension of the Prophet's personal and public life as a distinct subject of study. A notable example is the literary work Arab ka Chand by Swami Lakshman Prasad, a non-Muslim author from the Hindu tradition, who expresses his profound admiration for the Prophet. Unlike many non-Muslim writings that merely recount factual details or focus on criticism, Arab ka Chand is a heartfelt literary composition that incorporates verses from Urdu, Arabic, Persian, and English literature, reflecting an in-depth study of the Seerah. Furthermore, the work portrays the Prophet as a true advocate of peace, harmony, and coexistence, thereby reinforcing the view that Islam was spread on the basis of peace rather than force.

Keywords: *Seerah, Prophet Muhammad, Subjective Seerah, Islamic*

CC BY

Biography, Peace, Orientalism, Literary Expression.

تمہید

سیرت طیبہ ایک ایسا موضوع ہے جس پر بے شمار مسلمان مؤلفین و مصنفین نے قلم اُٹھانے کی سعادت حاصل کی ہے۔ دنیا کی شاید ہی کوئی زبان ہو جس میں سیرت طیبہ ﷺ پر کتب موجود نہ ہوں۔ حضور اکرم ﷺ کی زندگی کا کوئی ایسا پہلو نہیں ہے جو دنیا کی نظروں سے پوشیدہ رہا ہو۔ کائنات کے ہر شخص کی ایک نجی زندگی ہوتی ہے اور ایک معاشرتی، نجی زندگی کی بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں جنہیں ہر شخص چھپانا چاہتا ہے اور انہیں معاشرتی زندگی کا حصہ نہیں بنانا چاہتا اور کوئی شخص یہ اخلاقی جرات نہیں کرتا کہ وہ اپنی ذاتی زندگی کو لوگوں پر عیاں کرے۔ مگر یہ اخلاقی جرات اور طرہ امتیاز صرف اور صرف حضرت محمد ﷺ کے حصے میں آیا ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ نے ازواج مطہرات کو بھی اجازت دی ہوئی تھی کہ آپ ﷺ کی نجی زندگی کو بھی منظر عام پر لاسکتی ہیں۔[1]

مسلم علماء و محققین کے ساتھ ساتھ مستشرقین کا مطالعہ سیرت بھی توجہ طلب ہے جو مختلف المقاصد ثابت ہوا۔ مستشرقین کا ایک طبقہ ایسا ہے جس نے تعصب سے بالاتر ہو کر سیرت نبوی ﷺ پر قلم اُٹھایا اور کچھ نے تعصب کی زد میں آکر سخت زبان استعمال کی۔ اس سلسلے کی آغاز سے ہی مسلمانوں نے دفاعِ نبی ﷺ پر قلم اُٹھایا اور ان متعصبانہ تنقیدات کے جواب میں کتب لکھیں۔ اس عمل دفاع میں سیرت نگاری کا ایک نیا پہلو منظر عام پر آیا جسے ہم موضوعی سیرت کہہ سکتے ہیں یعنی آپ ﷺ کی زندگی کے ایک ایک پہلو کو خواہ وہ نجی یا پبلک ایک موضوع کے طور پر لیا گیا اور ان پر کتب لکھی گئیں اسی کڑی کا ایک تسلسل "عرب کا چاند" ہے جو سیرت رسول ﷺ پر مشتمل ہے جس کے مصنف سوامی لکشمن پرشاد ہیں جو مذہبی طور پر ہندو مذہب سے تعلق رکھتے تھے۔ عرب کا چاند سیرتِ رسول ﷺ پر یہ ایک ادبی نوعیت کی تصنیف ہے۔ برصغیر میں سیرت طیبہ پر بہت سے غیر مسلم، ہندو، سکھ، عیسائی حضرات نے قلم اُٹھایا ہے مگر ان میں اکثریت نے صرف ذکر حقائق اور کہیں کہیں صرف تنقید کو مد نظر رکھا ہے جبکہ "عرب کا چاند" ایسی تصنیف ہے۔ جس میں مصنف کی نبی رحمت ﷺ سے محبت اس طرح نظر آتی ہے کہ جیسے وہ آپ ﷺ کا سچا عاشق ہے۔ عقیدت و محبت کا اظہار ادبی انداز میں اس طرح پیش کیا کہ اُردو ادب میں سے اشعار کا انتخاب اسی طرح عربی، فارسی، انگریزی ادب کے اشعار نقل کیے ہیں جو ان کے سیرۃ رسول ﷺ پر عمیق مطالعہ کی عکاسی کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مصنف نے حتی المقدور کوشش کی ہے کہ پیغمبر اسلام علیہم السلام کو بطور داعی امن و صلح و آشتی کے طور پر پیش کرے تاکہ یہ بات عیاں ہو کہ دینِ اسلام صلح و سلامتی کے بل بوتے پر پھیلا ہے۔ طاقت کے بل بوتے پر نہیں۔

اس کتاب کے چند اہم فنی محاسن درج ذیل ہیں:

۱۔ ادیبانہ اسلوب　　۲۔ محبت رسول ﷺ کا اظہار　　۳۔ عدم تعصب

۴۔ قرآن و حدیث سے استدلال　　۵۔ حقانیتِ اسلام کا اثبات

ادیبانہ اسلوب

سوامی لکشمن سے قبل بھی بہت سے ہندو مصنّفین نے تعصب سے پاک اور انصاف پسندی پر مبنی سیرت نگاری کی ہے۔ مگر اُن کا اسلوب عامیانہ ہے جب کہ ان تمام غیر مسلم سیرت نگاروں کے برعکس سوامی لکشمن پرشاد کا مطالعہ سیرت بہت

ادیبانہ اور محبانہ ہے۔

اُردو زبان میں لکھنے کی صلاحیت اور خاص طور پر ادبی رنگ میں پیش کرنے کی اہلیت نبود میں بہت کم پائی جاتی ہے۔ مگر اس کے برعکس سوامی لکشمن کی سیرت نگاری اُردو ادب میں ایک گراں قدر اضافہ ہے جو ان کے ادبی ذوق کی عکاسی کرتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی "آفرینش کی صبح درخشاں" کے تحت سوامی جی لکھتے ہیں:

"آخر وہ روز سعید اور مبارک گھڑی آپہنچی جس کے انتظار میں زمین وآسمان کا ذرہ ذرہ بے تاب تھا۔ بہارا بھی کم سن تھی۔ باغ وراغ کے اندر قافلہ گل آپہنچا تھا۔ حضرت عبداللہ کے کاشانہ میں وہ ماہتاب طلوع ہو گیا جس کی ضیا پاشیوں سے شبِ دیجور کی تاریکیاں کافور ہو گئیں۔۔۔ ثویبہ نے مبارک ومسعود نومولود کا مژدہ جانفزا ابولہب کو سنایا تو اُس نے اس لونڈی کو آزاد کر دیا۔"(2)

اسی طرح آپ ﷺ کے "امین و صادق" کے تحت سوامی جی لکھتے ہیں آپ ﷺ کی پاکیزگی، علو ہمتی اور راست کرداری کے بے شمار واقعات کتب تاریخ وسیر میں موجود ہیں۔

"آپ ﷺ کی صداقت پرستی اور امانت شعاری نے ایسا شہرہ پایا کہ مکہ کے لوگ بیش بہا زیورات اور بڑی بڑی رقمیں اور قیمتی کپڑے آپ ﷺ کے پاس امانت رکھ جاتے اور خوش ہوتے تھے کہ ہم نے اپنی امانت محفوظ ترین جگہ پر رکھی ہے۔۔۔ آپ ﷺ کے ان اوصاف حسنہ سے متاثر ہو کر اس متمرد قوم نے جس نے کبھی کسی کی سیادت تسلیم نہیں کی تھی آپ ﷺ کو الامین کا خطاب دے کر آپ ﷺ کی مابہ الامتیاز خوبیوں کو اپنی عقیدت کا خراج ادا کیا۔"(3)

آغازِ نبوت کا ذکر کرتے ہوئے یوں عنوان مرتب کیا "سر مبارک پر نبوت کا زریں تاج" اس پر لکھتے ہیں:

"زندگی کے ۴۰ سال طے کرنے کے بعد شب وروز زہد وتقدس اور تخیل وتصور سے آپ ﷺ کا قلب انوارِ الٰہیہ کی ریزش کی برداشت کے لیے تیار ہو چکا تو ایک نورِ آسمانی حرا کی تاریکیوں میں چمکا جس سے یہ مختصر سا غار تجلی زار صد طور بن گیا۔"(4)

سوامی لکشمن پرشاد کے ادبی ذوق کی عکاسی کا ثبوت کتاب میں مایہ ناز شعرا کے اُردو اشعار اور عربی ادب کے اشعار سے ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ انگریزی ادب کی شاعری کے اقتباسات بھی ان کے وسیع مطالعہ کی غمازی کرتے ہیں۔ اُردو ادب میں نعتیہ شاعری میں سے بہت سے شعرا کے اقتباس نقل کیے ہیں۔ اسی طرح عربی شاعری سے جو اقتباسات نقل کیے ان میں بطور نمونہ ایک اقتباس پیشِ خدمت ہے۔

عربی شاعری سے اقتباسات

حضرت خدیجہؓ کا ذکر کرتے ہوئے چند عربی اشعار نقل کیے ہیں اور انہیں حضرت خدیجہؓ سے منسوب کیا ہے۔ جس سے ان کا عربی زبان پر عبور نظر آتا ہے۔ اشعار یوں ہیں:

فلواننی امسیت فی کل نعمۃ　　　ودامت لی الدنیا و ملک اکاسرہ
فما سویت عندی مناح یعوضۃ　　　اذا لم تکن عینی لعینک ناظرۃ(5)

(اگر مجھ کو تمام دنیا کی نعمتیں اور ہمیشہ کے لیے قیصر وکسریٰ کی سلطنت مل جائے اور تو میری آنکھوں کے سامنے نہ ہو تو پھر بھی یہ تمام چیزیں میرے نزدیک مچھر کے پر کی قدر بھی ہیں رکھتیں۔)

فارسی شاعری سے اقتباسات

سوامی لکشمن فارسی ادب سے بھی شغف رکھتے تھے۔ کتاب میں کئی مقامات پر فارسی شاعری سے اقتباسات لیے ہیں جہاں پوری نظم مقتبس کی گئی ہے۔(6)

انگریزی ادب سے اقتباسات

سوامی لکشمن کتاب کے ابتدائی اوراق میں سردار جوگندر سنگھ کا انگریزی میں قول نقل کرتے ہیں:

"*Invisible hands for gelinkh*
which unite men of divers."(7)

ان اشعار کا مفہوم ہے کہ

انسانی نگاہوں سے پنہاں کوئی طاقت ایسی زنجیر تیار کرتی ہے جو مختلف اقوام اور متضاد خیالات کے لوگوں کو ایک ناقابلِ شکست عہد و پیمان میں ہمیشہ کے لیے اس طرح جکڑ دیتی ہے کہ ان کا وجود ایک دوسرے کے لیے ناگزیر ہو جاتا ہے۔

پیغمبر علیہ السلام کی پاکیزگی زندگی پر سر ولیم میور کی کتاب "Life of Muhammad" کا حوالہ دیتے ہوئے سوامی جی لکھتے ہیں:

> "*All the authorities agree in ascribing to the youth of Mohamat a correctness of department and purity of manners rare among the people of Mecca.*"(8)

ان اشعار کا مفہوم کچھ یوں ہے:

> "محمد ﷺ کی جوانی کی عمر میں آپ ﷺ کی پاکیزگی اخلاق اور مطہر عادات پر سب متفق ہیں حالانکہ یہ جنس گراں مایہ مکہ کے لوگوں میں کمیاب تھی۔"

سوامی جی نے علامہ اقبال اور مرزا غالب کی شاعری سے بھی کچھ مقامات پر استفادہ کیا ہے۔ ان اشعار کا باقاعدہ حوالہ نہیں دیا۔ یوں لگتا ہے کہ یہ ان کا اپنا ہی کلام ہے۔(9)

محبت رسول ﷺ کا اظہار

سوامی جی کی تحریر حضور اکرم ﷺ سے محبت اور والہانہ عقیدت سے مزین ہے۔ کتاب کے آغاز میں سوامی جی لکھتے ہیں دنیا کی ان جلیل القدر ہستیوں میں جن کے اسمائے گرامی ہاتھ کی انگلیوں پر شمار کیے جا سکتے ہیں:

> "رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین، سید المرسلین، باعث فخر موجودات، سرورِ کائنات، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ، احمد مجتبیٰ، علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو کئی اعتبار سے ایک خاص امتیاز حاصل ہے۔ اسی لیے میں نے سب سے پہلے اسی قابل تعظیم، فخر روزگار ہستی کی حیات مطہرہ کے حالات قلمبند کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔"(10)

حبِ رسول ﷺ کی مزید مثالوں میں ایک مثال "کفر کی تاریکیوں میں ایمان کی روشنی" کے عنوان سے بھی تحریر کی۔ جس کا ملخص کچھ یوں ہے:

"عقائد، عبادات، معاملات، آداب معاشرت اور اصلاح نفس کے صحیح اور مکمل ترین قوانین اور آئین کے داعی اعظم رسول قبول حضرت محمد ﷺ کی ولادت باسعادت کے وقت جزیرہ نمائے عرب کی سرزمین بت پرستی کا مرکز اعظم بنی ہوئی تھی۔ تہذیب و تمدن کی کوئی شعاع نہ تھی جو تاریک دلوں کو پیغام ہدایت دے سکے۔۔۔ ایسے پُرآشوب زمانہ کے طوفان بے

تمیزی میں یہ داعی اخلاق، ہادی طریقت اور سرچشمہ رشد و ہدایت سرورِ عالم حضرت محمد ﷺ ہی کا ایک فقید المثال اور عدیم النظر کارنامہ تھا کہ

"آدم از آدم رنگ می گیرد" (آدمی پر آدمی کا ہی رنگ چڑھا ہے۔)

کے مقولہ کی صداقت مشتبہ کر کے دکھلا دی۔"(11)

سوامی جی نے صرف رسول اکرم ﷺ کی مدح اور صفات حمیدہ کے ذکر پر اکتفا نہیں کیا بلکہ دیگر مستشرق سیرت نگاروں کے اقتباسات نقل کیے ہیں:

"تاریکیوں کی شب دراز میں سفر کرتے ہوئے بھی آپ ﷺ صراطِ مستقیم سے نہیں بھٹکے، گمراہ دنیا میں رہتے ہوئے بھی آپ ﷺ نے اپنی پاکیزہ روح کی اُجلی چادر پر کسی قسم کا دھبہ نہیں پڑنے دیا یہ ایک ایسی صداقت ہے جس پر مخالفین اسلام بھی متفق ہیں۔۔۔"(12)

مزید براں حبِ رسول میں سوامی لکشمن حضور اکرم ﷺ کی بلندی فکر، آپ ﷺ کا غور و تدبر صرا میں بیٹھ کر دن رات گہری سوچ اور عبادت الٰہی میں مشغولیت کو چند اشعار میں بیان کرتے ہیں:

"یہ فرش کیا ہے؟ یہ عرش کیا ہے؟ نشیب کیا ہے؟ فراز کیا ہے؟
یہ زندگی اور موت کی کشمکش کے پردے میں راز کیا ہے" (13)

کارلائل مشہور مغربی فلسفی مستشرق سیرت نگار اپنی کتاب "اکابر اور اکابر پرستی" میں آپ ﷺ کے حالات پر معجزات میں آپ ﷺ کی اس ذہنی کیفیت کا تجزیہ یوں کیا ہے:

"سفر و حضر میں ہر جگہ محمد ﷺ کے دل میں ہزاروں سال پیدا ہوتے تھے۔ میں کیا ہوں۔۔۔ یہ غیر متناہی عالم کیا ہے؟ نبوت کیا شے ہے؟۔۔۔ کوئی ان سوالوں کا جواب نہیں دے سکا۔"(14)

عدم تعصب

سوامی جی غیر متعصب سیرت نگار ہیں۔آپ نے خود بھی تعصب سے احتراز کیا اور اپنے ہم عصر سیرت نگاروں کو تعصب سے بالاتر ہو کر مطالعہ سیرت کی دعوت دی۔آپ لکھتے ہیں:

"میرے بعض متعصب اور تنگ نظر ہم مذہب اس بات پر ناک بھوں چڑھائیں کہ میں نے اپنے مشاہیر اوتاروں کو چھوڑ کر مسلمانوں کے پیغمبر کو کیوں اس لیے منتخب کیا کہ سب سے پہلے ان کی حیات مطہرہ کے حالات لکھنے کے لیے قلم کو جنبش دی۔ لیکن میرے نزدیک اس اعتراض کی کوئی وقعت نہیں۔ میرے نزدیک ہر شخص پر اُن کا احترام فرض اور اُن کی بصیرت افروز تعلیم سے بہرہ اندوز سعادت ہونا واجب ہے۔"(15)

اسی غیر متعصب و منصف المزاجی کو سامنے رکھتے ہوئے سوامی لکشمن پرشاد اس کتاب کے لکھنے کا مقصد بیان کرتے ہیں کہ مقصد دراصل اپنے ضمیر کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ہادی اعظم کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کرنا ہے۔آپ لکھتے ہیں:

"میرے ان پریشان حالات کو جو میں نے اس کتاب میں قلم بند کیے ہیں۔قدر کی نگاہ سے دیکھنے والی (معدود چند ہستیوں) کی مسرت کی کوئی انتہا نہ رہے گی جب میں اس حقیقت کا ذرا صاف اور صریح الفاظ لفظوں میں انکشاف کروں گا کہ یہ کتاب جو میری علمی فرمائیگی کا ایک افسوس ناک مظاہرہ ہے، کسی مسلمان دوست کی خوشنودی کے حصول کی غرض سے معرض تحریر میں نہیں لائی گئی۔۔۔اور نہ ہی متعصب اور حاسد سیرت نگاروں کے دلوں میں

جلتی ہوئی آگ پر تیل ڈالنا میرا مطمحِ نظر ہے۔۔۔ میں اپنے تئیں کسی ایسی حرکت سے بہت بلند سمجھتا ہوں اپنے ضمیر کی آواز کو میں وہ گوہر نایاب سمجھتا ہوں جسے میں کسی قیمت پر بھی فروخت کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔"(16)

قرآن و حدیث سے استدلال

سوامی لکشمن پرشاد نے "عرب کا چاند" کو قرآن و حدیث کے حوالوں سے مزین کیا ہے۔ نصوص کے حوالہ جات زیادہ تو نہیں مگر جہاں بھی مذکور ہیں، موضوع سے گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ اس بات سوامی جی کے مطالعہ قرآن و حدیث کی گہرائی کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ کتاب کے بعض مقامات پر قرآنی آیت بمع ترجمہ دی ہے اور بعض مقامات پر ترجمہ ہی درج کیا ہے۔ بعض مقامات پر صرف مفہوم بیان کیا ہے۔(17)

حقانیتِ اسلام کا اظہار

سوامی جی نے متعدد مقامات پر اس بات کو واضح کیا ہے کہ اشاعتِ اسلام کا اصل سبب امن، محبت، عفو در گزر اور صلح وآشتی کے ذریعے پھیلا ہے۔ مسلمانوں پر متعدد بار ظلم تو کیا گیا مگر ظالم کبھی نہ بنے اس حوالے سے سوامی جی لکھتے ہیں:

"متعصب معترضین جو اسلام پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ اس کی نشرو اشاعت تلوار کے زور پر ہوئی۔۔۔ مگر کفار کے ساتھ صف آرائی مدافعانہ تھی۔۔۔"(18)

حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کے اسلام لانے پر تبصرہ کرتے ہوئے سوامی جی لکھتے ہیں امیر حمزہ کے مشرف بہ اسلام ہونے کے واقعہ کو سرسری نظر سے دیکھنے سے بھی ایک نہایت درخشاں مثال سامنے آتی ہے جو اس بات کو واضح اور روشن کرتی ہے:

"کفار کے ظلم و ستم اور جبر و تشدد نے اسلام کی نشرو اشاعت میں ایک بڑا حصہ لیا ہے مگر یہ کس قدر بے انصافی ہے کہ کفار کے ظلم و ستم کو مظلوم فرزندانِ توحید کے سر تھوپا جاتا ہے۔۔۔ روز روشن کی طرح صریح واقعات کو اپنے تعصب کی تاریکیوں میں چھپانا انصاف اور عقل سلیم کا خون کرنے کے مترادف ہے۔"(19)

اسی طرح "اسلام کی اشاعت اور تشدد" کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں جس کا ملخص یہ ہے:

"میرے دل میں متعصب مصنفوں کے بارے میں اضطراب پیدا ہوتا ہے کہ جو کفاظ کی طرف سے بربریت کے واقعات کو دیکھ کر یہ کہتے ہیں کہ اسلام کی اشاعت تلوار اور تشدد کے زور سے ہوئی۔"

طائف کے دل سوز واقعے کا تفصیلی ذکر کرنے کے بعد سوامی جی قارئین سے یہ سوال کرتے ہیں:

"کیا ان واقعات سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اسلام نے عدم تشدد کو عملی طور پر پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ اربابِ بصیرت کے لیے میرا یہ فیصلہ کس قدر صحیح کہ اسلام نے مصائب کی گود میں آنکھ کھولی۔ شدائد کے گہوارہ میں پرورش پائی۔ اور مخالفین کی تلوار کے سایہ میں بڑھ کر جوان ہوا۔"(20)

سوامی جی نے اسلام کو ایک برقِ خاطف سے تعبیر کیا ہے۔ کیونکہ اسلام کی اپنی طاقت ہے ایک خوب صورتی ہے جس سے کوئی اجنبی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ سوامی جی اشاعت اسلام پر لکھتے ہیں:

"کفار نے متعدد بار شکست کھانے کے باوجود عبرت نہیں پکڑی کہ نقشِ اسلام کو تختہ دنیا سے نیست و نابود کر دینے کی ہماری ہر کوشش چمنستانِ اسلام میں ایک نئی روش اور ایک نئے احاطہ کا اضافہ کر دیتی ہے جس کی سرسبز و

شاداب سرزمین خدا جانے کتنے شجر ثمر دار کر کے رہے گی۔"

اسلام کا افسانۂ عروج و رفعت اور داستان کامیابی و کامرانی کفار و مشرکین خوں فشانیوں اور استبداد نوازیوں سے لکھی ہوئی ہے:

"اسلام ایک ایسا خوشبودار پھول بن کر مہکا کہ اُس کی پنکھڑیوں کی رنگینی، رعنائی اور تازگی و لطافت تشنہ کام رنگ و بو بھنوروں کو اپنے طواف کے لیے چمنستانِ جہاں کے ہر گوشہ سے کھینچ لائی۔"(21)

سیرت رسول ﷺ کے حوالے سے ایک اہم پہلو عسکری مہم جوئی بھی ہے اس حوالے سے سوامی جی نے جنگِ بدر پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مشرکین مکہ کی روز افزوں فتنہ انگیزیاں اب صبر و ضبط کے حیطہ اختیار سے باہر ہو چکی تھیں ان کے طاغوتی گروہ کی ریشہ دوانیوں کی خزاں ساسانیوں نے گلشنِ اسلام کو پامال خزاں کرنے کے لیے پہلے بھی کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا تھا۔ مگر اب تک ان کی مساعی جمیلہ کی باد صرصر اسلام کے گلشن نونہالوں کے لیے نسیم و صبا کے روح پرور اور بہار آفرین جھونکے اور آب لقا کے حیات بخش چھینٹے ہی ثابت ہوئی تھی۔۔۔ اسلام نے ملک کے خرمنِ امن و رافت میں چنگاری ڈالنے کے لیے شمشیر آتش فشاں نہیں اُٹھائی بلکہ اس کا مقصد وحید باطل کی خس و خاشاک کو پھونک کر ملک میں امن و امان بحال کرنا تھا۔"(22)

غزوہ احد میں اُبی بن خلف جو حضور ﷺ کے ہاتھوں قتل ہوا کا ذکر کرتے ہوئے سوامی جی لکھتے ہیں:

"داعی رحم و کرم حضرت محمد ﷺ کی ساری ہنگامہ خیز زندگی میں ایک ہی شخص ہے (ابی بن خلف) جو آپ کے ہاتھوں سے جہنم واصل ہوا ہے۔"(23)

صلح حدیبیہ کا ذکر کرتے ہوئے سوامی لکشمن حضور اکرم ﷺ کی صلح پسندی اور امن پسندی کے حوالے سے باب باندھا ہے جس کا عنوان ہے "صلح و آشتی کا جذبہ فراواں" اس پر سوامی جی لکھتے ہیں:

"پیغامبر امن کے دل کی عمیق گہرائیوں میں صلح و آشتی کے جذبات کا ایک بحر بیکراں موجزن تھا۔۔۔ سہیل بن عمرو کا لفظ رسول اللہ پر اعتراض۔۔۔ تو آپ ﷺ نے خود قلم اُٹھا کر صلح و آشتی کی خاطر اس لفظ کو کاٹ دیا۔"(24)

رسول اللہ ﷺ نے مصالحت کا کس قدر فقید المثال نمونہ پیش کیا اس کی نظیر تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔ اسی طرح فتح مکہ کے موقع پر حضور ﷺ کی رحمت للعالمینی کا نقشہ کھینچتے ہوئے سوامی لکشمن عفو عام کا "فقید المثال نظارہ" کے تحت رقم طراز ہیں:

"صحنِ کعبہ میں اسلام کے دشمنانِ ازلی گروہ در گروہ سر جھکائے کھڑے تھے۔۔۔ حضور ﷺ نے ایسے سب دشمنانِ دین کی طرف ایک نظر اُٹھا کر دیکھا اور بر رعب لہجہ میں دریافت فرمایا: تمہیں معلوم ہے کہ میں آج تمہارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں۔ سب نے یک زبان ہو کر عرض کیا کہ آج تک ہم نے تجھے رحم مجسم اور کرم مجسم دیکھا ہے اور آج بھی تجھ سے رحم و کرم کی توقع رکھتے ہیں۔" آپ ﷺ کی طرف سے عفو عام کا جذبہ قریش والوں کے لیے حلقہ بگوش اسلام کا سبب بنا۔"(25)

سیرت رسول ﷺ پر لکھنا بلاشبہ اعزاز کی بات ہے۔ اس کے معترف تو مغربی مصنفین بھی ہیں چونکہ سیرت

رسول ﷺ پر لب کشائی یا ضبط تحریر ایک حساس ترین مسئلہ ہے لہٰذا دفاعِ سیرت کے حوالہ سے مؤلف سے کچھ تسامحات بھی ہوئیں۔ اس کا سبب مستشرقین کے بد دیانتی پر مبنی رویہ پر ہے جو انھوں نے عام طور پر مطالعہ سیرت کو صحیح سمجھتے ہوئے کی ہیں۔ کتاب کے محاسن بیان کرنے کے بعد چند مقامات پر کچھ تسامحات بھی ہیں۔

کمزور روایات

مصنف نے کتاب میں چند ضعیف روایات کو بیان کیا جو شان رسالت کے لیے موضوع نہیں۔ ان کی دو مثالیں درج ذیل ہیں۔ پہلی وحی کے حوالے سے سوامی جی لکھتے ہیں:

"روح الامین آپ ﷺ کو غار کے باہر لے آئے اور دامن کوہسار میں ایک چادر بچھا کر اس پر آپ ﷺ کو جلوہ افروز کیا۔۔۔ پھر دو رکعت نماز ادا کرائی اور آسمان کی بلندیوں کی طرف پرواز کر گئے۔"(26)

ایسی روایت امہات کتب سیرت میں موجود نہیں۔ اسی طرح ہجرت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جب آپ ﷺ ابھی قبا پہنچے تھے کہ حضرت علیؓ آپ ﷺ سے آن ملے۔

"حضرت علی پیدل آئے تھے قبا کے پہنچنے کے وقت تک اس وابستہ دامن رسول کا سفر کی تکلیف اور کوفتوں کی وجہ سے برا حال ہو گیا تھا۔ پاؤں میں آبلے پڑ گئے تھے۔"(27)

اسی طرح ہجرت کے حوالے سے بھی ایسی روایت بھی امہاتِ کتب میں موجود نہیں ہیں۔

علمی تسامحات

حضور اکرم ﷺ کی حضرت خدیجہ کے ساتھ شادی کا ذکر کرتے ہوئے مؤلف کہتے ہیں:

"مہر خدیجہؓ نے اپنے مال سے مقرر کیا۔"(28)

جبکہ اس حوالے سے ابن ہشام نے اپنی کتاب "السیرۃ النبویۃ" میں لکھا ہے:

"أصدقها رسول عشرين بكرة"(29)

(حضور ﷺ نے ۲۰ جوان اونٹ بطور مہر دیے۔)

پھر خلیفہ اوّل کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ کو صدیق کا لقب اُس وقت ملا جب آپ ﷺ نے اسلام قبول کیا۔(30)

یہ بات بھی کتب سیرت میں موجود نہیں جبکہ ابن ہشام نے اس حوالے سے لکھا ہے کہ آپؓ کو یہ لقب تب ملا جب آپ ﷺ نے واقعہ معراج کی تصدیق کی۔(31)

مزید لکھتے ہیں کہ قریش مکہ کا سفیر جب نجاشی کے دربار سے ناکام لوٹا تو قریش غضب ناک ہو گئے اور اعلان کیا جو شخص محمد ﷺ کا سر قلم کر کے لائے گا اسے ۱۰۰ اونٹ کا انعام دیا جائے گا جبکہ اصل بات یہ ہے کہ انعام اس وقت رکھا گیا جب حضور اکرم ﷺ مدینہ کی طرف ہجرت فرما گئے اور قریش اپنی ناپاک سازش میں ناکام ہو گئے۔(32)

اس کے بعد مدینہ منورہ میں یہودیوں کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ مدینہ منورہ کے آس پاس ایسے قبائل تھے جو باعتبار نسل کے عرب تھے مگر یہودی بن چکے تھے۔(33)

جبکہ یہودیوں کی مدینہ میں آمد کے حوالے سے تین چار روایتیں ملتی ہیں کہ حضرت موسیٰؑ نے قوم عمالقہ سے قتال کیا۔

ایک شہزادہ بچ گیا اُسے اپنے ساتھ لے آئے۔ آپ ﷺ کے جانشین عمالقہ کے شہزادے کو دیکھ کر برہم ہو گئے اور انہیں جلا وطن کر دیا للذا مجبوراً فوج مدینہ آکر آباد ہو گئی یہ واقعہ سن ۱۲۰۰ ق م کا ہے۔[(34)]

اسی طرح ۵۸۷ء اور ۷۰ء کی روایت ملتی ہے کہ رومن ایمپائر نے جب یہودیوں کا قتل عام کیا تو وہ دربدر کی ٹھوکریں کھاتے ہوئے حجاز میں آباد ہوئے یہی رائے مولانا شبلی کی ہے۔[(35)]

واقعہ افک کے حوالے سے سوامی جی لکھتے ہی کہ حد قذف جن پر لگی وہ تمام منافقین تھے جبکہ یہ درست نہیں۔[(36)]

"حضرت حمنہ بنت جحشؓ، حسان بن ثابتؓ، مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہم کو حد قذف لگی مگر یہ تینوں اصحابِ رسول تھے۔[(37)]

اس کے علاوہ صلح حدیبیہ کے معاہدے پر مصنف لکھتے ہیں کہ یہ معاہدہ دو سال کے لیے تھا جبکہ یہ معاہدہ دس سال کے لیے ہوا تھا۔[(38)]

مقام نبوت اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اس حوالے سے ہر بات درست اور مسلمہ ہو چنانچہ مصنف نے جن پہلوؤں کو بیان کیا ہے ان کی درست بیانی ہی سیرہ طیبہ کی متقاضی ہے۔ جو صرف مطالعہ سیرت سے ممکن نہیں اسی طرح مصنف نے سفر طائف اور آپ ﷺ کی حضرت زینبؓ سے شادی پر بھی جن الفاظ کا انتخاب کیا ہے۔ وہ شانِ نبوت کے شایاں نہیں۔

۱۔ سفر طائف کو مصنف نے حضور ﷺ کی مایوسی سے تعبیر کرتا ہے۔[(39)]

۲۔ حضور ﷺ کی حضرت زینبؓ سے شادی کو عشقیہ کہانی کا رنگ دیا ہے کہ حضرت زینبؓ خود آپ ﷺ کے پاس آئیں اور درخواست کی کہ حضور ﷺ مجھے اپنی زوجیت کا شرف بخشیں۔[(40)]

نتیجۃ البحث

ہندو سیرت ناروں میں سوامی لکشمن پرشاد کی یہ تصنیف ادبی اسلوب کے ساتھ ساتھ محبت و عقیدت کا عظیم شاہکار ہے۔ کیونکہ کتاب کی ہر سطر سے ان کی والہانہ عقیدت جھلکتی ہے۔ اور خود وہ اس بات کا اظہار کرتے تھے کہ میں انبیاء کرام کی سوانح پر کتب لکھوں مگر اس میں سب سے پہلے مجھے محمد ﷺ عربی کی سیرۃ پر قلم اُٹھانے کا موقع ملا۔ اسی عقیدت و محبت کے جابجا الفاظ "فداہ ابی والی الفاالفا" ان کی تصنیف میں نظر آتے ہیں۔ للذا اس بات سے یہ سبق ملتا ہے کہ اگر انسان صداقت پسند ہے تو وہ تعظیم رسول ﷺ سے نہیں رُک سکتا۔ اس لیے واقعاتِ سیرت کا دلچسپ اور منفرد انداز اس کتاب سے جھلکتا ہے۔ جو ہمیں قومی یکجہتی بقائے باہم اور معاشرتی سماجی ہم آہنگی کا پیغام دیتا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی وحوالہ جات

1۔ الجامع الصحیح، مسلم بن حجاج، بیروت: دار الجیل، س ن، ج ۱، ص ۱۶۵
2۔ پرشاد، سوامی لکشمن، عرب کا چاند، لاہور: مکتبہ تعمیر انسانیت، ۱۹۹۰ء، ص ۱۶
3۔ ایضاً، ص84
4۔ ایضاً، ص110
5۔ ایضاً، ص90
6۔ ایضاً، ص155، ۲۸۶، ۳۲۱، ۳۸۰، ۳۸۱
7۔ ایضاً، ص27
8۔ ولیم میور، لائف آف محمد، ص ۹۷
9۔ ایضاً، ص ۶۳، ۶۴، ۹۱، ۹۴، ۳۱۵
10۔ ایضاً، ص ۲۵
11۔ ایضاً، ص95
12۔ ایضاً، ص97
13۔ ایضاً، ص108
14۔ ایضاً، ص108
15۔ ایضاً، ص25-26
16۔ ایضاً، ص30
17۔ ایضاً، ص223،112
18۔ ایضاً، ص122
19۔ ایضاً، ص137
20۔ ایضاً، ص160
21۔ ایضاً، ص187
22۔ ایضاً، ص212-215
23۔ ایضاً، ص274
24۔ ایضاً، ص48،347
25۔ ایضاً، ص366-367
26۔ ایضاً، ص111
27۔ ایضاً، ص207
28۔ ایضاً، ص91
29۔ ابن ہشام، عبدالملک، السیرۃ النبویۃ، مصر: مکتبہ الحلبی، ۱۳۵۷ھ، ج ۱، ص ۱۹۰
30۔ ایضاً، ص115

31۔ ایضاً، ج۱، ص۱۹۰

32۔ ایضاً، ص۱۳۲

33۔ ایضاً، ص۱۹۱

34۔ ابن ہشام، جلد۱، ص۴۸۰-۴۸۲

35۔ شبلی نعمانی، سیرۃ النبی ﷺ، لاہور: الفیصل ناشران، ۱۹۹۱ء، ص ۱۸۳

36۔ ایضاً، ج۱، ص ۱۶۳

37۔ ایضاً، ج۱، ص ۳۰۲

38۔ ایضاً، ص ۳۰۲

39۔ ایضاً، ص163

40۔ ایضاً، ص162